الحق المبین

بجواب

اُمہات المومنین

حصہ اول

مؤلفہ

جناب مولانا مولوی غلام قادر صاحب مصنف آب حیات ثانی تو

تردید عیسایاں ساکن پنڈوریاں پوٹیاں ملکاطبہ جنگ نمبر ۱۱

حسب فرمایش

منشی کریم بخش منیجر مفید عام پریس سیالکوٹ

سنہ ۱۳۱۷ھ

مطبوعہ مفید عام پریس سیالکوٹ

باراول تعداد ۱۵۰۰ قیمت ۸ مر

جو وید و ژند کو مانو کلامِ حق جہالت سے ۔۔۔ مخالف ہو گئے تم جو کلامِ پاک رحماں کے

یہہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

محبت میں ہوا قرآن کے **فیروز** دیوانہ ۔۔۔ یہی کہتا ہے ہر اک کو کہ ہو سچا بہہ پروانہ
ہر اک کو چاہیئے اس شمع کا ہو جائے پروانہ ۔۔۔ نہ پروا اُس کی خلق کو جسکو ہو کچھ اس کی پروانہ

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نحمدہٗ و نصلّی

مسلمانوں کا مسیح اور عیسائیوں کا مسیح

اس سے پیشتر کہ ہم مشہور دلآزار کتاب **اُمّہات المومنین** نامی کا جواب تحریر کریں اپنے برادران اہل اسلام وغیرہ کی خدمت میں یہہ عرض کئے دیتے ہیں کہ اگرچہ ہمارا اصلی منشا تو بالکل **تحقیقی جوابات** دینے کا تھا۔ لیکن چونکہ جواب کی تکمیل **الزامی** اور **تحقیقی** دونوں قسم کے جوابوں سے ہوتی ہے۔ بلکہ بعض طبائع کے لئے **الزامی جواب** ہی مکتفی ہو جاتے ہیں اور ہے بھی یونہی کیونکہ جب ایک امر ایک فرقہ میں موجود ہونے کے باوجود عیب اور قبیح نہیں خیال کیا جاتا۔ تو دوسرے فرقہ میں وہی امر کیوں عیب اور قبیح خیال کئے جانے لگا اور محل طعن ہونے لگا اسی لئے ہمنے اس کتاب میں باوجود لازم پکڑنے **تحقیقی جوابات** کے جابجا الزامی جوابات بھی دیئے ہیں۔ تاکہ منصف مزاج طبیعتوں کو معلوم ہو جائے کہ جب وہی اُنکی قسم کی باتیں خود فرقہ مسیحیہ

موجود ہیں تو دو سروں کے لئے وہ کس طرح محل طعن و عیب ہو سکتی ہیں۔ اور اپنا شہتیر ہوتے ہوئے دوسرے کا تنکا کیوں دیکھا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ جو کچھ اس **کتاب** میں عیسائیوں کے مسیح کی نسبت ہوگا وہ سب بطور **الزام** کے اور اُس مسیح کی نسبت ہوگا جسکو یہہ **محرف اور مبدل اناجیل** پیش کرتی ہیں۔ گویا **الزامی جوابات** میں یہہ سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ مسلمانوں کا **مسیح نہ ہوگا** بلکہ عیسائیوں کا مفروضہ مسیح ہوگا۔

اس بات کے اشتہار و اظہار کی یہہ ضرورت پیش آئی ہے کہ جب انجیلی یسوع کی نسبت بطور الزام کچھ کہا جاتا ہے اور جیسا یسوع مسیح اناجیل مروجہ پیش کرتی ہیں جب اُنکی نسبت کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو **بعض مسلمان** جو فن مناظرہ سے واقف نہیں ہوتے یہہ سمجھ لیتے ہیں کہ اس جگہ حضرت **عیسٰی** علیہ السلام کی توہین اور بے ادبی کی گئی ہے۔

حاشا و کلا۔ توبہ توبہ کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی کریں۔ وہ ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ اور **اولوالعزم** انبیاء میں سے ہیں۔ **وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین** وہ دنیا و آخرت میں ذی عزت اور خدا کے خاص الخاص بندوں میں سے ہیں۔ انکی **والدہ مریم** بتول مطہرہ اور مقدسہ عورت تھی جنکی عفت و عظمت کا اقرار ہر ایک مسلمان کا **فرض ایمانی** ہے۔ پس جو کچھ ہم اس کتاب میں مسیح کی نسبت تحریر کرینگے۔ وہ سب عیسائیوں کے مفروضہ اور خود تراشیدہ مسیح کی نسبت ہوگا۔ جسکو یہ انجیلیں پیش کرتی ہیں۔ نہ حضرت عیسیٰ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جو **مسلمانوں کے پاک اور مقدس** رسول ہیں۔ اور یہہ **فرق** ہر ایک مسلمان اور عیسائی کو یاد رکھنا چاہئے۔

خاکسار غلام قادر از پنڈ بوریاں تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ۔

الزامی جوابات

اُمہات المومنین کے دیباچہ کے صفحہ ۳ میں مصنف اُمہات الزامی جوابوں سے گھبرا کر یہہ پیش بندی کرتا ہے کہ مسلمان لوگ معترضین عیسائیوں کے بزرگوں کی سؤ اخلاقی دکھلا کر یہہ ظاہر کرکے ستا چھوٹنا چاہتے ہیں کہ ہاں **میرا باپ کانا تھا۔ تیرا بھی کانا تھا** یہہ بات بالکل غلط ہے۔ الزامی جوابات کا فائدہ تو حضرت مسیحؑ بھی انجیل میں ظاہر فرما چکے ہیں۔ جہاں وہ فرماتے ہیں کہ **دوسروں کے تنکے کو دیکھتا ہے اور اپنے شہتیر کو نہیں دیکھتا**۔ یعنی جس بات کو انسان عیب سمجھتا ہے۔ جب اپنے اندر وہ شہتیر کے برابر عیب پاتا ہے۔ تو دوسروں کے تنکے سے (یعنی ادنے عیب) کو انسان کیوں دیکھے۔ پس اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ جن باتوں کو **ڈاکٹر احمد شاہ** نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت منسوب کرکے قبائح اور معائب کی مد میں داخل کیا ہے۔ جب اس قسم کے باتیں بلکہ اس سے بڑھکر اس کے اپنے بزرگوں خصوصاً خدا کے بیٹے یسوع اور یسوع کے آبا و اجداد میں جو انبیاء اور رسول بھی تھے۔ پائی جاتی ہیں اور انکی نبوت اور شان میں کوئی فرق نہیں آسکا۔ تو اس قسم کے اعتراضات **شایق صاحب** کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور دین اسلام پر نہیں کرنے چاہئے تھے۔ لیکن اُس نے غلط اور واہیات روایات کی بنا پر آنحضرت صلعم کی نسبت ایسے اعتراض کرکے حضرت مسیحؑ کے اس قول کی عمداً مخالفت کی۔ کہ **تم دوسروں کے تنکے کو دیکھتے ہو اور اپنے شہتیر کی طرف خیال نہیں کرتے۔**

شایق صاحب کی یہہ مثال کہ اگر **میرا باپ کانا تھا تو تیرا باپ بھی کانا تھا**۔ یہہ مثال مذہبی معاملات میں ٹھیک نہیں۔ اصل بات یہہ ہے کہ جب مذہبی معاملات میں کسی امر میں تشارک پایا جائے تو اس امر کو قبح اور عیب ہی کی مد میں داخل نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ جو شخص اس قسم کے متشارک فی المذہب امر کو قبح اور نقص کی مد میں داخل کرتا ہے

اسکی اپنی عقل کا قصور اور فہم کا فتور ہے۔ اور تعجب ہے کہ وہ ایک خاص مذہب کو حق اور صادق
اور بے عیب قرار دیکر اور اُسے اختیار کرکے اُسکی بعض باتوں کو خود ہی نقائص اور معائب
کی مد میں داخل کرے۔ ایسا کرنا تو بالکل اُسکی حماقت اور جہالت اور اپنے اختیار کردہ مذہب کو
آپ عیب ناک اور پُر نقص قرار دیتا ہے۔ میرے خیال میں یہہ بات واجب اور نہایت
ضروری ہے۔ کہ جس وقت کوئی شخص دوسرے مذہب پر اعتراض کرنے لگے۔ اُسے پہلے
یہہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے کہ وہ اعتراض مجھ پر تو وارد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر وہی اعتراض
خود اسکے اپنے مذہب پر بھی وارد ہوسکتا ہے تو پھر گویا اُس نے دوسرے مذہب کو عیبناک نہیں
بلکہ اپنے مذہب ہی کو اپنے منہ سے عیبناک قرار دیا ہے۔ یہہ ایک انگریزی مثل ہے کہ جو لوگ شیشہ محل
میں رہتے ہیں اُنہیں دوسروں کی طرف پتھر پھینکنے میں پیش قدمی
نہیں کرنی چاہئے۔ یہہ واقعی بہت عمدہ مقولہ ہے۔ دوسرے مذہب پر اعتراض
کرنے کے وقت اس بات کا ضرور خیال کر لینا چاہئے۔ کہ کہیں اس سے بڑھکر اعتراضات کے پتھر
وارد ہو کر ہمارے شیشہ محل ہی کے ٹوٹنے کا موجب نہ ہو جاویں۔

عیسائی یہہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اُن کے بزرگوں اور نبیوں نے کیا کیا افعال کئے۔ کسی نے
اپنی لڑکیوں سے زنا کیا۔ کسی نے اپنی بہو سے۔ کسی نے کوٹھے پر اپنے باپ کی جوروں سے زنا کیا۔ کسی نے
پرائی عورت سے زنا کیا۔ اُس عورت کو لینے کے لئے اُس کے خاوند کو قتل کرایا۔ اور عورت کو جبراً
چھین لیا۔ کسی نے نبی ہو کر محبت عورات میں بُت پرستی شروع کردی۔ کسی نے بچھڑا پوجا کسی نے
کچھ کیا کسی نے کچھ۔ خدا کے بیٹے کی دادیاں اور نانیاں زانیہ (یشوع ۲ باب۔ پیدائش ۳۸ باب
۲ سموئیل ۱۱ باب) عیسائیوں کا خدا باوجود مجرد ہونے کے غیر محرم بلکہ کسبی عورتوں سے پیار اختلاط کرتا اور
عطر ملواتا رہا۔ اُن کے گھر تشریف لیجاتا رہا۔ اب یہہ سب باتیں عیسائیوں کے دلوں میں ایسی کھٹکتی
ہیں کہ خار و خسک ہو کر چبھتی ہیں۔ وہ ان باتوں کا کچھ بھی جواب نہیں دیسکتے۔ کہ یہہ لوگ باوجود
نبی اور مقدس ہونے کے اس قسم کا گندہ چال چلن کیوں رکھتے رہے۔ جب بہتیرے عام لوگ
اس قسم کے گناہوں سے بری ہوتے ہیں۔ تو خدا کے نبیوں اور مقدسوں اور بیٹوں کو کیا ہو گیا۔ کہ اُن میں
نور بصیرت بالکل نہیں رہا۔ اب ان باتوں کا جواب تو اگر ستر دفعہ جنم لے کر آویں تاہم عیسائیوں سے

کچھ بن نہیں پڑتا - اپنی عیب پوشی کی تدبیر صرف اسی میں سوجھتی ہے - کہ فلان مذہب کے بزرگ پر لعن کریں فلان کی ہنسی اُڑائیں - فلان کے تنکے کو شہتیر بتائیں - بس انہی باتوں پر اُنکا گذارہ - اور انہی باتوں پر اُن کے دین کی اشاعت کا سہارا ہے - ورنہ یہہ اپنے مذہب کی خوبی کوئی بھی نہیں دکھا سکتے - اور سچ ہے کہ جس مذہب میں خدائے واحد کو چھوڑ ایک کی جگہ تین خدا مانے گئے اور پھر تین ایک میں اور ایک تین میں تو بھر دیئے گئے - اور تینوں یکساں ذات و صفات و خواص والے غیر محدود - اور پھر ایک کا ایک جس مذہب میں یہہ بھان متی کا تماشا ہو - اس مذہب میں اور کسی خوبی کی کیا گنجایش ہے ؟

جس مذہب میں تقویٰ طہارت فضول شریعت پر عمل کرنا غیر ضروری - برائیوں سے بچنا نیکی کا کرنا سب لغو شریعت پر بھروسہ موجب لعنت ہے اس مذہب میں سوائے عیب بینی اور نکتہ چینی کے کوئی فضیلت یا صداقت تلاش کرنا بید سے پھل اور جھاؤ کے درخت سے انجیریں ڈھونڈنا ہے -

عیسائی لوگ یہہ جانتے ہیں کہ اُنکا خدا اور ابن اللہ بڑا کھاؤ - اور شرابی آدمی تھا (متی ۱۱ باب ۱۹) معجزہ کے طور پر شراب بنا کر اُس نے پہلے پہل اپنا جلال ظاہر کیا - شراب کے نشہ میں ماں کی گستاخی (لوقا ۲ باب) باوجود مجرد ہونے کے وہ مریم مگدلینی سے محبت رکھتا - اور اُس کا شایق اور پیارا - غیر عورات سے مانوس رہتا تھا - اب وہ ان باتوں کا جواب ہرگز ہرگز نہیں دے سکتے - کہ ایک شرابی - کھاؤ - مجرد آدمی باوجود صحبت عورات فاحشہ وغیرہ کے کس طرح پاک دامن اور عفیف رہ سکتا ہے - پیشتر بدی کے طور پر ان باتوں کے دفعیہ کی یہہ سوجھی کہ حضرت رسول کریم صلعم پر یہہ اعتراض کر دیا - کہ اُن کے نکاح میں چند ایک بیویاں تھیں اور اُنہاں نے کسی وقت آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ ابتدا میں حضور کے ساتھ نکاح کی خواہاں تھیں - ورنہ اگر وہ غور کرتے - تو بخوبی سمجھ لیتے - کہ کیا وہ شخص جو معجزہ سے شراب بنانیوالا - شراب پینے والا اور باوجود اس اُم الخبائث کے پینے کے اُٹھتی ہوئی جوانی کی اُمنگ اور نشہ کے ترنگ میں وہ اس امر کا زیادہ تر مستحق ہے کہ اُسکی نسبت ایک قیاس کرنیوالا آدمی قطعی طور پر یقین کرے کہ وہ چال چلن کا بد اور بدنیت تھا یا اُس آدمی کی نسبت جس نے ساری عمر اس ام الخبائث کی صورت تک نہیں دیکھی - اور غیر محرم سے اُس کا اختلاط پیار ہرگز ہرگز ثابت ہی نہیں یوں عقیدت کے طور پر مسیح کو پاک پاک اور معصوم معصوم پکارنا ایک امر دیگر ہے جو محض خوش اعتقادی پر مبنی ہے - ورنہ ایک جوان مجرد - کھاؤ - اور شرابی آدمی کا غیر محرم اور فاحشہ چلبلی اور خوبصورت

عورات تک سے اختلاط رکھکر بدکاری اور بدچلنی سے مجتنب رہنا اس امر کو کوئی عقلمند باور نہیں
کرسکتا۔ انبیاء سابقہ کے دستور کے موافق بعض مصالح کی وجہ سے کئی ایک نکاح کرلینا اس امر کو
کوئی شخص بھی عیاشی قرار نہیں دے سکتا۔ لیکن ایک شخص کا شراب خوار ہوکر بیگانہ عورات سے اختلاط
اور اُن سے عطر ملوانا اس امر کی عیاشی ہونے میں کوئی ذی عقل آدمی بھی تامل نہیں کرسکتا
شراب خواری بہرحال کثیر الازدواجی سے بدرجہا بڑھکر بدچلنی اور عیاشی کا موجب ہے۔ پس شایق صاحب
کا اپنے یسوع کو معصوم قرار دینا اور اس سید المعصومین و امام المطہرین کو غیر معصوم قرار دینا محض اُنکی
اپنی عیاش طبع کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

عیسائی لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ نبیوں کے جد امجد حضرت ابراہیم[2] خلیل اللہ اور
انبیاء بنی اسرائیل کے جد بزرگوار حضرت یعقوبؑ اور اُن کے یسوع مسیح کے آباو اجداد
حضرت داؤد و سلیمانؑ اور بے شمار انبیا کثیر الازدواج تھے۔ اور یہ کہ کسی نبی کو اللہ
نے کثرت ازدواج سے نہیں روکا۔ بلکہ بہتوں کو برکت کا وعدہ دیا۔ پس ان انبیا کی طرف سے تو کوئی
عذر صحیح نہیں کرسکتے۔ اعتراض سے بچنے کے لئے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ
صلعم کی کثرت ازدواجی کو محل اعتراض ٹھیرا کر اس آڑ میں اپنے تئیں بچانا اور چھٹکارا پانا چاہتے ہیں
جس قدر اعتراضات مصنف امہات نے آنحضرت صلعم کے چال چلن اور ازواج
مطہرات پر کئے ہیں۔ اگر اُن سب روایات سے کوئی مسلمان یک لخت انکار کردے تو مسلمانوں
کے لئے کیا حرج کیا نقصان[1] ہے۔ کیونکہ یہ روایات کلام ربانی نہیں بلکہ واہی تباہی روایات
کتابوں میں مندرج چلی آتیں اور اُن سے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن ڈاکٹر
احمد شاہ صاحب کے خدا اور ابن خدا کے چال چلن کی نسبت جو اُن کی مقدس کتاب (انجیل) سے
ظاہر ہورہا ہے۔ شایق صاحب کو کہاں جرأت ہے کہ اسکا انکار کرسکیں۔

[1] آنحضرت صلعم کی نبوت اور اصول و عقائد دین وغیرہ کے اثبات کے لئے قرآن شریف کافی ہے اور جزوی
اور فروعی مسائل کے لئے سلسلہ تواتر و تعامل کافی ہے۔ واہی تباہی روایتوں کے نہ ماننے سے
جن کا ماخذ (قرآن شریف و حدیث صحیح ثابت) میں کوئی پتا نہیں۔ مسلمانوں کا
کوئی حرج نہیں ہے۔

تعجب کہ ایک شرابی اور کھاؤ پئیو (متی ۱۱ باب ۱۹) کو شہوت پرست نہ کہا جائے - اور حضرت رسول کریم
صلعم کی مقدس ذات کو جو محض اپنی کریمی اور سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے جو کی روٹی سیر ہو کر بھی بہت
کم کھاتے بلکہ بارہا بھوک کے پیٹ پر پتھر باندھے رکھتے - اُن کو شہوت پرست کہا جاتا ہے - یہ
بھی عجب تاریکی کا زمانہ ہے - حضرت رسول کریم صلعم کی نسبت تو غلط اور غیر معتبر روایات کی بنا
پر جنکا تسلیم کرنا ہمارے لئے فرض نہیں ہے - اور جو ہمارے لئے کوئی قرآن وحدیث نہیں تمنے
اعتراضات کردئے اور اپنے خدا یسوع صاحب کی طرف کچھ خیال نہ کیا - جس کی حالت بدنے کے
قابل ہے اور تمہاری مسلمہ مقدس کتاب انجیل جسکے چال چلن کا نقشہ اس طرح کھینچتی ہے کہ باوجود
عین عالم شباب اور مجرد ہونے کے وہ ایک زانیہ عورت کو یہہ موقعہ دیتا - کہ عین جوانی اور حسن کی حالت
میں ننگے سر اُس سے ملکر بیٹھے اور نہایت ناز اور نخرہ سے اُسکے پاؤں پر اپنے بال ملتی - اور حرامکاری
کے عطر سے اُسکے سر پر مالش کرتی - اگر یسوع کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ ضرور ایک کسبی
عورت کو نزدیک آنے سے منع کرتا - مگر ایسے لوگ جنکو حرامکار عورتوں کے چھونے میں مزہ آتا ہے -
وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے - دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند
بزرگ نے نصیحت کے طور پر روکنا چاہا - کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں - مگر یسوع نے اُس کے چہرہ
کی ترش روئی سے سمجھ لیا - کہ میری اس حرکت سے یہہ شخص بیزار ہے تو حیلہ گروں کی طرح اعتراض کو
باتوں میں ٹال دیا اور عذر گناہ بدتر از گناہ کے طور پر کہا تو یہہ کہا - کہ یہہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے
ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی پایا نہیں گیا - سبحان اللہ یہہ کیا عمدہ جواب ہے - یسوع صاحب ایک زناکار
عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے - **دعوی خدائی کا اور کام ایسے** - بھلا
جو شخص **ہر وقت** شراب سے مست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے
پینے میں بھی ایسا اول نمبر کا ہے جو لوگوں میں اُسکا نام ہی یہی پڑگیا ہے - کہ یہہ **کھاؤ پیو** ہے اس سے
کسی تقوے اور نیک بختی کی اُمید ہوسکتی ہے - ہمارے **سید و مولا افضل الانبیا**
وخیر الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم کا تقوے دیکھئے - کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ
نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں - بلکہ
دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے - مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھیگا

جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے - گویا
بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبا کرکے سر پر عطر مل رہی ہے۔ کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی
اپنے خوشنما اور کالے کالے بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشا کر رہی ہے۔ یسوع صاحب
اُس حالت ذوق و وجد میں بیٹھے ہیں۔ اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اسکو جھڑک دیتے ہیں۔ اور طرفہ یہہ - کہ
عمر جوان اور شراب پینے کی عادت۔ اور شراب بنانے کا ہی معجزہ کرنے والا اور پھر مجرد۔ اور ایک خوب صورت
کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور
اسپر کیا دلیل ہے کہ اُس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس
کہ ایسی حالت میں یسوع کے مُنہ سے یہہ بھی نہ نکلا کہ اے حرامکار عورت مجھ سے دُور رہ۔ بلکہ باتیں
بنانے لگ گیا۔ اور اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا۔ اور یہہ بات انجیل سے ثابت ہے۔ کہ وہ عورت
طوائف میں سے تھی اور زناکاری اُسکی سارے شہر میں مشہور تھی۔ فتفکّروا یا اولی الالباب ٭

مصنّف اُمّہات کے ابتدائی اعلان پر ایک نظر

مصنّف اُمّہات المومنین نے اپنی کتاب کے شروع میں اعلان مشتہرکے ضمن میں اپنی اُس کتاب
پر جو اُس کے گندہ دل اور گندہ طبیعت کا نتیجہ ہے۔ بڑا فخر کیا ہے اور ڈینگ ماری ہے کہ گویا یہہ رسالہ اور
اُسکی طرز بالکل جدید اور ایک شمشیر جدید ہے۔ چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ یہہ کتاب ایک بڑا پہاڑ
ہے جو مسلمانوں کے سر پر گرا (اُمّہات صفحہ ۱) اور کہ دارالاسلام میں کوئی مولوی موجود نہیں کہ اس کتاب کا
جواب لکھ سکے (ٹائیٹل صفحہ ۲) بیشک وہ کرسچن جن کا یہ لیاقت صرف اسی حد تک ہے کہ مسیح
کا پہاڑی وعظ پڑھ کر آسمانی بادشاہت میں یوحنا نبی بلکہ حضرت موسیٰ اور داؤد وغیرہ سے
بڑھ جاتے ہیں (متی ۱۱ باب ۱۱) کہہ تو ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب کو واقعی ایک لوہے کا قلعہ
سمجھے ہوں گے۔ اور ڈاکٹر صاحب کی اس ڈینگ اور تعلی سے بڑے خوش ہو گئے ہوں گے